السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک زمیندار (بھیلوخند کار) نے مثلاً اٹھارہ بیگہ زمین کو ایک پیر صاحب کی درگاہ کےلیے وقف کیا اس میں پیر صاحب کی نقلی قبر ہے اور ایک شخص کو (یعنی ملتان شاہ کو) اس کا متولی بنایا اور اس سے کہا کہ اس زمین سے جو کچھ خزانہ آمدنی ہوگی اس درگاہ میں خرچ کرنا یعنی چراغ روشن کرنا درگاہ کی مرمت کرنا اور شیرینی اور فاتحہ وغیرہ ادا کرنا ان سب کاموں کے ادا کرنے کے بعد جو کچھ روپیہ وغیرہ بچ رہے سال پورا ہونے پر فقراء اور مسکینوں کو کھلا دینا ملتان شاہ ان سب شرائط کو قبول کرکے درگاہ کی خدمت کرنے چلے آئے لیکن ملتان شاہ نے لاوارث ہونے کے سبب سے ایک لڑکا پالا تھا بنام اوجل فقیر لہٰذا ملتان شاہ نے مرتے وقت اپنے لے پالک بیٹا اوجل فقیر کو درگاہ مذکور کا متولی بنایا بشرائط مذکورہ اوجل فقیر کے پوتا گلاب فقیر نے اسی زمین پر ایک کچی مسجد بنوائی اور وہ مسجد ستر یا اسی برس سے اس زمین پر ہے۔

اب گلاب فقیر کے دونوں پوتوں نے اس مسجد کو پختہ بنوایا اور دس کٹھہ زمین کو ان دونوں بھائیوں نے اس مسجد پر وقف کیا۔ بعد اس کے دونوں بھائیوں نے باقی زمین کو آپس میں بانٹ لیا۔ ایک نے مثلاً آٹھ بیگہ اور دوسرے نے مثلاً دس بیگہ اب دونوں بھائیوں کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ جو چیز غیر اللہ کے نام پر پکاری جائے وہ چیز مطلق حرام ہے اس سبب سے ایک بھائی نے جس کا حصہ مثلاً دس بیگہ ہے اس نے اپنے حصہ کی دس بیگہ زمین کو پیر کے نام کی نیت کو بدل کرکے اللہ تعالیٰ کے نام پر دے دیا یعنی مسجد مذکور کےلیے وقف کردیا اور کہا کہ یہ دیس بیگہ زمین غیر کو اجارہ پر دینے سے جو خزانہ سالانہ وصول ہوگا اتنا روپیہ ہر سال ہم مسجد مذکور میں خرچ کریں گے اور درگاہ کی خدمت اور نیاز اور فاتحہ وغیرہ سے باز رہا اور ایک بھائی نے جس کا حصہ مثلاً آٹھ بیگہ ہے اس نے کل زمین کو اپنے قبضہ میں رکھا اور اس کی آمدنی سے اپنی اوقات بسری کرتا ہے اور درگاہ کی مرمت اور تیل بتی وغیرہ دیتا اور جو خدمت ضروری ہے سب ادا کرتا ہے اور جو جاندار یا بے جان پیر کے نام سے درگاہ میں دی جاتی ہے وہ سب چیز وہ کھاتا ہے پس اس صورت میں بموجب پٹہ اور قبولیت کے زمین کی آدمی اپنے کام میں صرف کرسکتا ہے یا نہیں اور جو چیز پیر کے نام میں مشہور کی جائے یعنی پیر کے نام سے پکار کر درگاہ میں دے تو وہ چیز حرام ہے یا نہیں اور پیر کے نام کی زمین میں جو مسجد ہے اس پیر کے نام کی نیت کو بدل کر زمین کو اللہ تعالیٰ کے نام پر دیا یعنی مسجد مذکور میں وقف کیا تو اس مسجد میں نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ موافق کتاب اللہ وسنت رسول اللہ اقوال صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین وآئمہ مجتہدین وفقہا راسخین کے جواب بالصواب عنائت فرمائیں۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ متولی کے پوتے کے دونوں بیٹوں نے پیر صاحب کے نام پر جو زمین تھی اس کی نیت بدل کرکے اللہ تعالیٰ کے نام پر دیا اور یہ نیت کا بدلنا طبقہ سادس میں واقع ہوا تو ان لوگوں کا نیت کو بدلنا صحیح ہے یا نہیں اور وہ زمین پاک ہوسکتی ہے یا نہیں اور اس مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ وقف شرعاً صحیح نہیں ہے نہ ازروئے فقہ نہ ازروئے حدیث یہ وقف ازروئے فقہ اس لیے صحیح نہیں ہے کہ شرائط صحت وقف میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ وقف قربت فی ذاتہ ہو یعنی ایسا وقف ہو جس کو شرع شریف نے قربت قرار دیا ہو۔ درمختار میں ہے۔

"وشرطه (اي شرط الوقف) شرط سائر التبرعات كحرية وتكليف وان يكون قربة في ذاته" [1]

(اور اس کی یعنی وقف کی شرط تمام تبرعات کی شرط کی طرح ہے جیسے حریت اور تکلیف یز یہ کہ وہ فی ذاتہ قربت ہو)

ردالمختار "(26/3) میں ہے۔"

"قوله: وان يكون قربة في ذاته اي بان يكون من حيث النظر الى ذاته وصورته قربة والمراد ان يحكم الشرع بانه لو صدر من المسلم يكون قربة حملا على انه قصد القربة"

(ان کے اس قول وان یکون قربۃ فی ذاتہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ذات اور صورت کے اعتبار سے قربت ہو اس سے مراد یہ ہے کہ شریعت نے یہ حکم لگایا ہو کہ اگر وہ (وقف) کسی مسلمان کی طرف سے ہوا ہے تو وہ قربت ہو اس بات پر محمول کرتے ہوئے کہ اس (واقف) نے قربت کی نیت وارادہ کیا ہے)

یہ وقف جس کو بھلوخند کار نے پیر صاحب کی درگاہ کےلیے کیا ہے اس میں پیر صاحب کی نقلی (جھوٹی) قبر ہے جس پر جہلا روشنی کرتے اور شیرینی وغیرہ چڑھاتے اور فاتحہ کرتے ہیں بھیلوخند کار نے اس وقف کے مصارف یہی ناجائز امور قرار دیے ہیں اور اگر اس درگاہ میں بجائے نقلی قبر کے پیر صاحب کی اصلی قبر ہوتی تو بھی وہاں ان افعال کا کرنا جائز نہ ہوتا چہ جائیکہ اس درگاہ میں جھوٹی قبر پیر صاحب کی ہے۔

ردالمختا "337/2) میں ہے۔"

"اما لو نذر زيتا لايقاد قنديل فوق ضريح الشيخ او في المنازة كما يفعل النساء من نذر الزيت لسيدي عبدالقادر ويوقد في المنارة جهة المشرق فهو باطل"

(اگر اس نے شیخ کے مزار یا منار پر چراغ جلانے کےلیے تیل کی نذر مانی جیسے عورتیں سیدی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کےلیے تیل کی نذر مانتی ہیں اور اسے مشرق کی جانب والے منار میں روشن کیا جاتا ہے تو یہ باطل اور مردود ہے)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اگر اصلی قبر پر بھی یا اس کے منارہ پر چراغاں کریں تو باطل اور ناجائز ہے پس جب یہ افعال ناجائز اور معصیت ہیں تو یہ وقف جو درگاہ مذکورہ کے لیے واسطے افعال ناجائز اور معصیت مذکورہ کے کیا گیا ہے قربت نہیں ہے اور جب وقف مذکور قربت نہیں تو شرعاً صحیح بھی نہیں ہے۔

"لفوات شرط صحته وهو كونه قربة كما تقدم"

اگر ذرا بنظر غور دیکھیں تو یہ درگاہ اور یہ نقلی قبر جس پر جہال مذکورہ بالا افعال بجالائے ہیں بیعہ اور کنیسہ یا بیت النار کے حکم میں ہے جس پر وقف محض باطل اور ناجائز ہے فتاویٰ عالمگیری (299/3) میں ہے۔

"ومنها ان يكون قربة في ذاته وعند التصرف فلا يصح وقف المسلم اوالذمي على البيعة والكنيسة او على فقراء اهل الحرب كذا في النهر الفائق ولو وقف الذمي داره على بيعة او كنيسة او بيت نار فهو باطل كذا في المحيط وكذا على اصلاحها ودهن سراجها"

ان (شرائط) میں سے ایک یہ ہے کہ وہ (وقف) فی ذاتہ اور عند التصرف قربت ہو۔ پس مسلمان یا ذمی کا بیعہ کنیسہ یا اہل حرب کے فقرا پر وقف کرنا درست نہیں ہے النہر الفائق میں یوں ہی ہے۔ اگر کوئی ذمی اپنا گھر بیعہ کنیسہ یا (آتش خانے کے لیے وقف کرے تو یہ باطل ہے المحیط میں بھی ایسے ہی ہے۔ ایسے ہی ان کی تعمیر و ترقی اور چراغ کے لیے تیل پر (مال وغیرہ وقف کرنا

وقف مذکور از روئے حدیث اس لیے صحیح نہیں ہے کہ بیان مذکور بالا سے معلوم ہوا کہ وقف مذکور قربت نہیں ہے بلکہ معصیت ہے پس وقف مذکور خلاف قانون شرع شریف ہے اور جو امر کہ خلاف قانون شرع شریف ہو وہ امر مردود اور باطل ہے پس وقف مذکور مردود باطل ہے صحیح مسلم میں مرفوعاً مروی ہے:

مَن عَمِلَ عَمَلاً لَيس عليه اَمرُنا فهُوَرَدٌّ[2]

یعنی جو شخص کوئی ایسا کام کرے جو ہمارے حکم (قانون) کے خلاف ہو تو وہ کام مردود اور باطل ہے۔

فتح الباری (580/2) میں ہے۔

"فيحتج به (اي بهذا الحديث) في ابطال جميع العقود المنهية وعدم وجود ثمراتها المترتبة عليها وفيه رد المحدثات وان النهي يقتضي الفساد لان المنهيات كلها ليست من امر الدين فيجب ردها"

تمام ممنوع معاہدات کو باطل قرار دینے اور ان پر مرتب ہونے والے ثمرات کے عدم وجود کے لیے اس حدیث سے حجت لی جاتی ہے اس میں محدثات کے رد کی بھی دلیل موجود ہے اور وہ اس طرح کہ کسی چیز سے نہی اس کے غلط (اور فاسد ہونے کا تقاضا کرتی ہے کیوں کہ جتنی منہیات ہیں وہ امر دین نہیں ہیں لہٰذا ان کا رد کرنا واجب ہے

نیز جب وقف مذکور قربت نہیں ہے تو لوجہ اللہ بھی نہیں ہے اور جب لوجہ اللہ نہیں ہے تو یہ مثل اس عتاق کے ہوا جو لوجہ اللہ نہ ہوا اور عتاق جو لوجہ اللہ نہ ہو باطل اور مردود ہے پس اسی طرح وقف مذکور بھی کہ لوجہ اللہ نہیں ہے مردود اور باطل ہے صحیح بخاری میں ہے

"لا عتاقة الا لوجه الله"[3]

(لوجہ اللہ ہی آزاد کرنا جائز ہے)

فتح الباری (جز:501/2) میں ہے۔

"وفي الطبراني من حديث ابن عباس رضي الله عنه مرفوعاً: لا عتاق الا لوجه الله"[4]

(طبرانی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ صرف لوجہ اللہ ہی آزاد کرنا جائز ہے)

جب ثابت ہوا کہ وقف مذکور شرعاً صحیح نہیں نہ از روئے فقہ ونہ از روئے حدیث تو یہ زمین جس کو بھیلو خند کارنے ناجائز وقف کیا تھا خود خند کار کی ہی ملک رہی پھر اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کی ملک ہوگئی پس متولی وقف مذکور بلا اجازت مالک زمین کے نہ اس زمین کی آمدنی اپنے کام میں صرف کر سکتا ہے اور نہ اس زمین میں مسجد بنا سکتا ہے ہاں اگر مالک زمین از سر نو متولی کو اس زمین کا مالک بنائے تو متولی اس صورت میں مسجد بھی بنا سکتا ہے اور دیگر جائز تصرفات بھی کر سکتا ہے۔

---

[1] (الدر المختار مع رد المحتار 341/4)

[2] (صحیح البخاری معلقاً قبل الحدیث (6918) صحیح مسلم رقم الحدیث 1718)

[3] یہ الفاظ صحیح بخاری کے ایک ترجمہ باب سے ماخوذ ہیں۔

[4] (المعجم الكبير للطبراني (30/11) حافظ نورالدین ہیثمی فرماتے ہیں "رواه الطبراني وفيه احمد بن سعيد بن فرقد وهو ضعيف" (مجمع الزوائد) نیز دیکھیں السلسلة الضعيفة رقم الحديث 4807)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الوقف، صفحہ :586

محدث فتویٰ